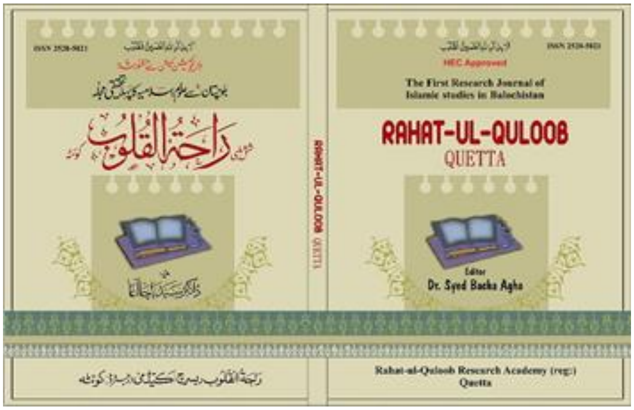

OPEN ACCESS

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

شریعت کی نظر میں کم عمری کی شادی اور عصر حاضر کے مسائل

Early Age Marriage in Sharia's Perspective and Contemporary

AUTHOR
1. Dr. Navid Iqbal, Assistant Professor, Department of Hadith Sciences, AIOU, Islamabad, Pakistan. Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk
2. Dr. Abdul Qadoos, Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannu, Pakistan.

How to Cite: Dr. Abdul Qadoos, & Dr. Navid Iqbal. (2022). URDU: شریعت کی نظر میں کم عمری کی شادی اور عصر حاضر کے مسائل: Early Age Marriage in Sharia's Perspective and Contemporary Issues. *Rahat-Ul-Quloob*, *6*(2), 52-61. https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/430

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/430
Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU-Page. 52-61
Published online: 04-08-2022

QR. Code

شریعت کی نظر میں کم عمری کی شادی اور عصر حاضر کے مسائل

Early Age Marriage in Sharia's Perspective and Contemporary Issues

نوید اقبال[1] عبدالقدوس[2]

ABSTRACT

Allah Almighty has created all the creatures in the world in the form of male and female. There is a certain amount of desire in every creature. In the same way, for the survival of humanity, it was necessary for human beings to have the substance of sexual desires in men and women and through this method the human race would remain in the world. Allah Almighty has endowed man with the blessing of intellect in all creation. But with this, man is not allowed to fulfill his own desires as he pleases, but he can fulfill his natural emotions and desires in the way prescribed by Allah Almighty. Therefore, the religion of Islam has declared marriage to be lawful in a shar'i manner and has described it as a civilized and appropriate method and that is that a boy and a girl can marry each other when they reach the age of puberty. However, what is the position of Islam regarding the age of marriage? What is the Shari'ah concept of underage and underage marriage? What are the current requirements regarding underage marriage? All these points are discussed in detail in this article.

Key words: Sharia marriage, view of islam religion, marriage in sham sunni and marriage, contemporary requirements

دین اسلام میں نکاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور یہ نکاح صرف فطری جذبات کی تسکین اور جنسی خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں بلکہ انسان کی دیگر فطری ضروریات میں ایک فطری ضرورت بھی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اپنی فطری ضروریات کو اپنی من مانی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ ایک قبیح اور گناہ کبیرہ کا مرتکب تصور کیا جائے گا۔ دین اسلام نے انسان کی دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس ضرورت کو پورا کرنے کا بھی جائز اور مہذب طریقہ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ نکاح میں تو انسانی بقا اور تحفظ بھی ہے اس قدر اہمیت کی بناء پر نکاح کو عبادت سے تعبیر کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت قرار دیا۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نکاح کرلے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہو گیا اور ان کو بقیہ آدھے میں اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔[1] اس روایت میں نکاح کو نصف دین قرار دینے سے مقصود انسان کو نکاح پر ابھارنا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی انسان نکاح نہیں کرے گا تو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے غلط طریقہ اختیار کرے مزید یہ کہ انسان شرمگاہ اور پیٹ ہی کی وجہ سے عموماً گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے شرمگاہ کی گناہ سے بچنے کے لئے نکاح لازمی ہے۔ اور باقی نصف دین یعنی پیٹ کے فتنہ فساد سے بچنے کے لئے خود سے کوشش کرتا ہے۔ نکاح صرف امت محمدیہ کی سنت نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی انبیاء کی بھی سنت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً۔[2]

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے ہیں اور ان کے لئے بھی بیویاں اور اولاد قرار دی ہے۔

تاریخ انسانی کا مطالعہ کرنے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بعض استثنائی صورتوں میں اور اسی طرح بعض مذہبی لوگوں کے علاوہ تمام انسانوں نے ہر زمانے اور ہر دور میں شادی کو ایک اہم ضرورت تسلیم کیا ہے۔ ہر قوم اور ہر دور میں مقرر رسومات کے بغیر کسی بھی مرد اور عورت کے آپس کے تعلقات کو اخلاقی لحاظ سے گرے ہوئے تصور کیا گیا ہے۔ اگرچہ ہر مذہب اور قوم میں شادی بیاہ کے رسم ورواج اور طور طریقے الگ ہیں لیکن اس کے باوجود سب نکاح کی اہمیت پر متفق ہیں۔ دین اسلام میں نکاح کی اہمیت اور فوائد واضح ہیں اسی طرح نکاح کی عمر کے حوالے سے بھی اسلامی تعلیمات واضح طور پر موجود ہیں۔ جس کو آگے تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ یہاں پر تین الگ الگ مسائل زیر غور ہیں:

1: کم سنی اور نابالغی کے نکاح کا شرعی تصور

2: کم سنی میں شادی کی رسم ورواج اور اسلامی نقطہ نظر

3: کم عمری میں شادی کے حوالے سے عصر حاضر کے تقاضے

کم سنی اور نابالغی کے نکاح کا شرعی تصور

کم سنی اور نابالغی میں رخصتی کے بغیر صرف نکاح کے حوالے سے قرن اول میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے علاوہ دو اور واقعات کو بھی علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں۔ جس میں نابالغی میں صرف نکاح کے ہونے کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے ایک ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاۃ میں نقل کیا ہے کہ حضرت قدامۃ بن مظعون رضی اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی نومولود لڑکی سے اس دن نکاح پڑھایا جس دن وہ پیدا ہوئی۔[3] دوسرے واقعے کو امام جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ کی نابالغ لڑکی کا نکاح حضرت ام سلمۃ رضی اللہ کے کم سن لڑکے ساتھ کیا"۔[4]

امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام میں لکھا ہے کہ کئی صحابہ کرام نے بیٹیوں کا کم سنی میں نکاح کیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے کا نکاح اپنی بھتیجی سے کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح ابن المسیب بن نخبۃ رحمۃ اللہ سے کم سنی میں کیا۔[5]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح اور رخصتی سے متعلق روایات تقریباً تمام کتب احادیث میں موجود ہیں۔ کتب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ کم سنی میں ہوا ہے چھ سال کی عمر میں ان کا نکاح اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی۔ صحیح بخاری، مسلم، سنن ابی داود اور سنن نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" عن عائشة قالت تزوجني رسول اللهﷺ وأنا بنت ست سنين فقدمنا المدينة فنزلنا في بني الحارث بن خزرج فوعكت فتمزق شعري فوفى جميمة فاتتني أمي أمّ رومان وإني لفي أرجوحة ومعي صواحب لى فصرختْ بي فأتيتها لا أدرى ما تريد بي فأخذت بيدي حتى أوقفتني على باب الدار وإني لأنهج حتى سكن نفسي ثم أخذت شيئا من ماء فمسحت وجهي ورأسي ثم أدخلتني الدار فاذا نسوة من الأنصار في البيت فقلن على الخير والبركة وعلى خير طائر فأسلمتني إليهن

فأصلحن من شأني فلم يرعني إلا رسول الله ﷺ ضحى فأسلمنني إليه وأنا يومئذ بنت تسع سنين"۔6

ترجمہ: " حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا، اس وقت میری عمر چھ برس کی تھی۔ اس کے بعد ہم لوگ (ہجرت کر کے) مدینہ گئے اور وہاں قبیلہ بنی حارث میں قیام ہوا۔ اس کے بعد مجھے ایسا بخار آیا کہ سر کے تمام بال جھڑ گئے، پھر (از سر نو نکل کر) کندھوں تک ابھی پہنچے تھے کہ میری ماں (اُمّ رومان) میرے پاس آئیں اور میں اس وقت لڑکیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ میں ماں کے پاس چلی گئی۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ آج کیا معاملہ ہونے والا ہے۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر دروازہ پر (تھوڑی دیر) رکے رہیں۔ میری سانس (کھیل کی وجہ سے) چڑھ رہی تھی۔ جب سکون ہوا تو ماں نے پانی لے کر میرا منہ اور سر دھویا۔ پھر مکان میں لے کر گئیں۔ (گھر میں پہنچ کر دیکھتی ہوں کہ) انصار کی عورتیں وہاں موجود ہیں، وہ مجھے دعاءِ خیر اور مبارک باد دینے لگیں۔ ماں نے مجھے ان عورتوں کے حوالہ کیا، انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا۔ اب تک مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ اور پھر مجھے ان عورتوں نے آپ کے سپرد کر دیا۔ اور اس وقت میری عمر کل 9 برس کی تھی۔ "

اس روایت کی راوی خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور اپنے نکاح اور رخصتی کا واقعہ اپنی زبان مبارک سے سنا رہی ہے۔ صحابہ کرام کے حالات کے اعتبار سے سب سے معتبر اور صحیح کتاب "كتاب الاستيعاب في معرفة الاصحاب" میں اور اسی طرح ابن حجر کی کتاب "الاصابۃ" بھی آپ کی نکاح اور رخصتی کے حوالے سے یہی عمر منقول ہے۔[7] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے واقعہ کو چودہ صدیاں گزر چکی ہیں گزشتہ تیرہ صدیوں میں کسی کے نزدیک یہ نکاح غلط نہیں تھا اور کسی نے اس کی نکاح کے وقت عمر کے حوالے سے کوئی اعتراض نہیں کیا مگر چودویں صدی میں اس حوالے سے بہت سارے شکوک وشبہات قائم کئے جاتے ہیں اور اس قدر کم عمری میں شادی کرنا کسی طرح سے رسول اللہ ﷺ کے لئے مناسب نہیں تھی۔ اس قسم کے بہت سے اعتراضات اور شبہات کا ایک نیا باب کھل گیا۔ اہل علم کی طرف سے ان اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

صحابہ کرام کا اپنی اولاد کا کم سنی میں نکاح کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کے زمانے میں بہت کم عمر میں بعض لڑکیوں میں شادی اور گھروں کو آباد کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی ان چند لڑکیوں میں سے ہونا کوئی نامناسب بات نہیں جو اپنے وقت میں ان کے اندر بھی جنسی صلاحیتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ جبکہ روایت میں خود فرماتی ہیں کہ "میری والدہ نے میری جسمانی ترقی کے لیے بہترے تدبیریں کیں۔ آخر ایک تدبیر سے خاطر خواہ فائدہ ہوا، اور میرے جسمانی حالات میں بہترین انقلاب پیدا ہو گیا"۔[8]

فقہاء کرام کے نزدیک بھی کم سنی میں نکاح کرنا جائز تو ہے مگر ان کے ہاں بھی کچھ شرائط مقرر ہیں جس کو ہم آگے بیان کریں گے مزید یہ ہر فقیہ کے نزدیک ایسا بھی نہیں ہے کہ ہر دور، ہر زمانہ، ہر قوم، خاندان اور ہر فرد کے لئے حکم ایک جیسا ہی ہو البتہ اصولی طور پر جائز ہے۔ کم سنی میں نکاح کے حوالے سے فقہاء کرام کے شرائط اور قیود درج ذیل ہیں:

1: امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک باپ کے سوا کسی دوسرے شخص کو کسی نابالغ لڑکی اور لڑکے کا نکاح کرنا جائز نہیں اگر کوئی کرے گا تو وہ کالعدم تصور کیا جائے گا۔

:2 امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک والد کے ساتھ دادا کو بھی نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن اس کے سوا افراد کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔

:3 احناف کے نزدیک نابالغ کی نکاح میں ان کی مصلحت کو مد نظر رکھا جائے گا اگر نکاح میں انہوں نے نابالغ کے مصالح اور مفادات کا تحفظ نہ کیا ہو اور اپنی ذاتی مفادات، بد دیانتی یا کسی خارجی دباؤ' ذاتی مفاد یا کسی اور وجہ سے ان کی مفادات میں کوتاہی برتے تو ایسا نکاح کالعدم شمار کیا جائے گا چاہے نکاح کرنے والا ان کا والد اور دادا کیوں نہ ہو۔ مزید یہ کہ اگر ولی نے مصالح کا لحاظ کیا بھی ہو تب بھی بالغ ہونے کے بعد اس کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے اگر وہ اپنی اس نکاح سے کوش اور مطمئن نہ ہو۔ حنفیہ کے نزدیک اس کو خیار بلوغ حاصل ہے۔

:4 امام جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں لکھا ہے اگر نابالغ کا سرپرست اس کا والد یا کوئی اور ہو اور وہ غیر مسلم ہو تو غیر مسلم والد اور سرپرست کو نابالغ کی نکاح کرنا جائز نہیں۔[9]

ان تمام تر تفصیلات سے یہ بات سامنے آئی کہ کم سنی اور نابالغی میں نکاح کرنا اگرچہ فقہاء کے نزدیک جائز تو ہے لیکن علی الاطلاق کسی کے نزدیک بھی نہیں۔ دراصل فقہاء کے مطمع نظر یہ ہے کہ نکاح میں نابالغ بچے اور بچی کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ اس لئے ایک ہوشیار اور صاحب عقل وبصیرت والد اور سرپرست کی شفقت اور محبت کا لحاظ کرتے ہوئے شریعت نے ان کو نابالغی میں نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس لئے اگر کسی سرپرست کو کسی نابالغ کے لئے اس وقت کوئی اچھا اور جوڑ کا رشتہ مل رہا ہو تو اس کو ہاتھ سے جانے کی بجائے اس کو بچے کے لئے محفوظ رکھے کیونکہ اچھے رشتے ہر وقت میسر نہیں ہوتے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ:

"سرپرست کو نابالغ کے نکاح کا اختیار دینا عقل اور مصلحت کے عین مطابق ہے' کیونکہ نکاح اپنے اندر کئی مصالح اور مقاصد رکھتا ہے۔ ان مصالح کی کماحقہ دستیابی اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے کہ عقدِ نکاح دو جوڑ کے رشتوں میں ہو' مگر یہ جوڑ کا رشتہ ہر وقت ملتا نہیں۔ سرپرست کو مذکورہ اختیار اس لیے دیا گیا کہ اگر نابالغ کے بچپن میں ایسا کوئی جوڑ کا رشتہ مل رہا ہے تو اسے محفوظ کر لیا جائے۔[10]" فقہاء نے جو اختیار کی بات کی ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر حال میں ان کو یہ اختیار حاصل ہے بلکہ اگر کہیں پر یہی اختیار کسی خاص ماحول، کسی خاص سماج اور معاشرے میں نابالغ کی حق تلفی کا سبب بن رہا ہو تو ایسی صورت میں ان کو اختیار دینے کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

کم سنی میں شادی کا رسم ورواج اور اسلامی نقطہ نظر

کم سنی میں شادی کرنے کا رواج دور حاضر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کم سنی میں شادی بیاہ کا رسم ورواج پہلے زمانے سے ہی چلا آرہا ہے۔ کم سنی میں شادی کرنے سے مراد لڑکا یا لڑکی کا سن بلوغت کے بعد رشتہ ازدواج میں بندھنا ہے۔ البتہ یہ سن بلوغت کے حوالے سے اہل علم نے مختلف اراء پیش کئے ہیں۔ کیونکہ علاقے، موسم، خاندان اور قوم کے اختلاف کی وجہ سے لڑکی کی بلوغت کی عمر مختلف ہوسکتی ہے۔ اس لئے تاریخی روایات اور واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل علم حضرات نے لڑکی کی بالغ ہونے کی کم از کم عمر نو سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہونے کو بیان کیا ہے۔ اس لئے نو سال کے بعد کسی بھی لڑکی میں بلوغت کی کوئی بھی علامت مثلاً حیض آنا یا حمل کا ٹھر جانا وغیرہ ظاہر ہو جائے تو وہ بالغ تصور کی جائے گی۔ لیکن اگر پندرہ سال تک کوئی بلوغت کی علامت ظاہر نہ جائے تو پندرہ سال کے مکمل ہونے کے بعد وہ بالغ تصور کی جائے گی اور

اور اس پر بلوغت کے احکام نافذ ہو جائیں گے۔ اس لئے ایسا کوئی ضابط نہیں جو سب کے لئے یکساں ہو اور ان کے لئے عمر کی کوئی تحدید نہیں کی گئی ہے البتہ پندرہ سال کے بعد سب لڑکیاں بالغ شمار کی جائی گی چاہے۔[11]

قرآن کریم کی سورہ النور میں ارشاد فرمایاہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ [12]

ترجمہ: تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا اللہ تعالی کشادگی والا علم والا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ لڑکی کس عمر میں بالغ ہو جاتی ہے اس حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت مروی ہے وہ فرماتی ہے:

إذا بَلَغتِ الجاريةُ تسعَ سنينَ فهي امرأةٌ۔[13]

ترجمہ: جب لڑکی 9 سال کی عمر کو پہنچ جائے تو وہ عورت بننے کی اہل بن جاتی ہے۔

اب یہ بات کہ کس عمر میں شادی کرنی چاہئے اس حوالے سے ہمیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوغت کے بعد شادی میں تاخیر نہ کرنے کو بیان فرمایاہے:

من ولد له ولد فليحسن اسمه وأدبه، فإذا بلغ فليزوجه فإن بلغ ولم يزوجه فأصاب إثماً فإنما إثمه على أبيه۔[14]

ترجمہ: اگر کسی شخص کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے پس جب وہ بالغ ہو جائے تو ان کی شادی کرے اور اگر باپ شادی نہ کرے اور نتیجۃً اولاد کسی غلط کام میں مبتلا ہو جائے تو اس گناہ کا وبال والد پر ہو گا۔"

ایک اور روایت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ "ہم نوجوان نبی ﷺ کے ہمراہ تھے ہمارے پاس کچھ نہیں تھا، تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نوجوانو! جس کے پاس نکاح کی ضروریات کی استطاعت ہے تو وہ شادی کرلے؛ کیونکہ شادی نظریں جھکانے اور شرمگاہ کو تحفظ دینے کا قوی ذریعہ، اور جو استطاعت نہ رکھے تو وہ روزوں کی پابندی کرے؛ کیونکہ روزے شدت شہوت کو توڑ دیتے ہیں)[15] اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو نوجوان مالی استطاعت رکھتا ہو اور ازواجی تعلقات قائم رکھ سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ شادی کی بندھن میں بند جائے کیونکہ شادی کی وجہ سے ایک نوجوان اپنی شرمگاہ کی حفاظت کو یقینی بنا سکتا ہے۔ لیکن جو شخص نکاح کرنے سے عاجز ہو تو وہ روزے رکھے؛ کیونکہ روزہ شہوت کم کر دیتاہے اور شیطان کی چالوں کو کم کرتا ہے، لہذا روزہ بھی عفت اور آنکھیں جھکاکر رکھنے کے اسباب میں شامل ہے۔

کم سنی میں شادی کے حوالے سے تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سنی میں بلوغت کے بعد شادی کارواج ہر دور میں رہاہے اگرچہ یہ تعداد بہت ہی کم مقدار میں ہے۔ چنانچہ دارا قطنی رحمہ اللہ نے عباد مہلبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیاہے:

أدركت فينا يعني المهالبة امرأة صارت جدة وهي بنت ثمان عشرة سنة ولد لتسع سنين ابنة فولدت ابنتها لتسع سنين فصارت هي جدة وهي بنت ثماني عشره سنة ... الخ

ترجمہ: میں نے اپنی قوم میں 18 سال میں نانی بننے والی عورت دیکھی۔ وہ اس طرح کہ 9 برس میں اس کی لڑکی پیدا ہو گئی اور پھر

وہ لڑکی 9 برس میں لڑکے والی ہو گئی اس طرح سے وہ 18 سال میں نانی بن گئی۔

میرے نزدیک 18 سال میں کسی عورت کا نانی بننا ممکن نہیں کیونکہ 9 سال میں وہ بالغ ہو گئی پھر اس کی شادی ہو گئی لیکن بچی تو کم از کم 8 یا 9 مہینے بعد پیدا ہو گی پھر وہ خود 9 سال میں بالغ ہو گی اور ان کی شادی کرائی جائے گی اس طرح پھر اس کا بچہ 9 مہینے بعد پیدا ہو گا۔ اس طریقے کے ساتھ پھر بھی تقریباً 20 سال بنتے ہیں لیکن یہ سب کچھ اس صورت میں جب عین بلوغت میں ان کی شادی ہوئی ہو اور پھر جلد ہی وہ حاملہ ہو گئی ہو۔ اس طرح کے بعض واقعات تو کسی حد تک درست ہوتے ہیں لیکن عمر کی تعیین میں ذرا ابہام اور اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض ملکوں کے آب و ہوا کا اس میں دخل ہوتا ہے اور اسی طرح جسمانی نشو نما کی وجہ سے بھی بعض لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی فتح الباری میں ایک واقعہ نقل کیا ہے:

أنه رأى جدة بنت إحدى عشرين سنة وإنها حاضت لاستكمال تسع ووضعت بنتها لاستكمال عشر ووقع ببنتها مثل ذلك۔[16]

ترجمہ: آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اکیس برس کی عمر میں نانی بن گئی۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ نویں برس میں حیض آیا، دسویں برس میں لڑکی جنی اور اس لڑکی کا حیض و حمل بھی اسی طرح وقوع پذیر ہوا جس سے اکیس برس کی عمر میں نانی کہلانے لگی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی امام شافعی رحمہ اللہ کا واقعہ نقل کیا ہے اور حسن بن صالح کا بھی اپنے پڑوس میں 21 سال کی عمر میں ایک عورت کا نانی بننے کا واقعہ نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ مغیرہ الظبی کا 12 سال کی عمر میں حاملہ ہونے کو بیان کیا ہے۔[17]

اسی طرح صحیح بخاری میں بھی حسن بن صالح کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں:

كنت أدركت جارة لنا جدة بنت إحدىٰ و عشرين۔[18]

ترجمہ: میں نے اپنے پڑوس میں ایک عورت کو دیکھا جو 21 سال کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔

اس قسم کے واقعات اور روایات کو دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ 9 سے 12 سال کے درمیان میں بہت ہی کم لڑکیاں سن بلوغت کو پہنچتی ہیں۔ اور اسی طرح تاریخ میں بہت ہی کم بلکہ گنے چنے واقعات ایسے ملتے ہیں جس میں کسی لڑکی کا کم سنی یعنی 12 سال سے کم عمر میں شادی ہوئی ہو۔ لیکن کم ہونے کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ لڑکی کا 9 سال کی عمر میں بالغ ہونا ممکن ہے اور اسی طرح 9 سال کی لڑکی کا شادی کی بندھن میں باندھنا بھی ممکن اور حقیقت ہے۔ کیونکہ ہر ملک کی آب و ہوا اور اسی طرح لڑکیوں کی جسمانی نشو نما کی وجہ سے لڑکی کا کم عمر میں بالغ ہونا ممکن ہے۔ اس کے علاوہ ایسے واقعات بھی اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں کہ فلاں ملک و علاقہ میں ۸ اور اسی طرح 9 سال کی عمر کی لڑکی حاملہ ہو گئی ہے۔ برطانیہ کے ایک 11 سالہ لڑکی اور 13 سالہ لڑکے کہ کم سنی میں والدین بننے کا واقعہ آپ کو بخوبی یاد ہو گا یہ خبر انٹرنیٹ پر آج بھی موجود ہے۔ ایسے واقعات سے اس بات کی تقویت ہوتی ہے کہ لڑکی کم عمری میں حاملہ ہو سکتی ہے اور ان کے ہاں بھی اولاد ہو سکتی ہے۔

کم عمری میں شادی کے حوالے سے دور حاضر کے تقاضے

دین اسلام میں جب لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائیں تو شرعی اعتبار سے وہ شادی کر سکتے ہیں۔ البتہ اسلام میں کم سنی میں شادی کی رخصت

ضرور ہے لیکن یہ رخصت صرف جواز کی حد تک ہے یعنی اگر کوئی مجبوری میں کرنا چاہے یا کسی حکمت اور مصلحت کی بناء پر کوئی کسی کم سن لڑکی کے ساتھ بلوغت کے بعد شادی کرنا چاہے تو اس کے لئے شادی کرنا جائز ہو لیکن اس کے علاوہ دین اسلام نے کم عمری میں شادی کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے اور نہ ہی کوئی ترغیب دی ہے۔ بلکہ دین اسلام میں بہتر اور مستحسن یہی ہے کہ لڑکی جسمانی لحاظ سے بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ عقلی اعتبار سے بھی بالغ ہونا چاہئے تاکہ وہ ایک بہترین ماں کا کردار بخوبی انجام دے سکے۔

دور حاضر میں اگر مسلمانوں کی سماجی مسائل کی طرف دیکھا جائے تو مسلمانوں کے سماجی مسائل میں اس وقت کم سنی میں کسی لڑکی کی شادی جیسے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں کہیں پر اگر ہو بھی جائے تو بلوغت کے بعد لڑکا اور لڑکی دونوں کو فسخ نکاح کا اختیار باقی رہتا ہے۔ وہ دونوں اگر چاہیں تو نکاح کو رد کر سکتے ہیں شریعت نے یہ گنجائش رکھی ہے اور دین اسلام کا مزاج بھی یہی ہے کہ کسی انسان پر اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز مسلط نہ کی جائے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ دین اسلام میں شادی میں تاخیر کو اچھا نہیں سمجھا گیا ہے اس لئے گناہ میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لئے وقت پر شادی کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ شدت اشتیاق کے وقت نکاح کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اگر وہ نکاح نہیں کرے گا تو گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ موجود رہے گا۔ 19 علامہ ابن قدامہ الحنبلی فرماتے ہیں: ”جس کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں کسی ناجائز فعل میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو، جمہور فقہاء کے قول کے مطابق اس کے لیے نکاح کرنا واجب ہے، کیونکہ اپنے آپ کو پاک باز رکھنا حرام سے بچانا واجب ہے اور اس کی صورت نکاح ہے۔[20]

دین اسلام میں اگرچہ کم عمری میں شادی کرنا جائز ہے لیکن دین اسلام نے دوسری طرف زمانے اور احوال کے تغیر کا بھی خیال رکھا ہے کہ اگر کہیں پر ضرورت اس بات کا تقاضا کرے کہ اس لڑکی اور لڑکا کا کم عمری میں شادی کرنا ہی مناسب ہے اور شدت کے ساتھ شہوانی ضرورت محسوس ہو جائے تو ایسے حالات میں کسی قسم کے گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر یہی ہے کہ کم عمری میں ہی ان کی شادی کرادی جائے تاکہ معاشرے میں گناہ کا عمل سرزد نہ ہو۔ لیکن دور حاضر میں حالات ذرا مختلف نظر آرہے ہیں۔ کیونکہ موجودہ معاشرتی صورت حال میں کم عمری میں شادی کی وجہ سے معاشرتی، معاشی اور سماجی اعتبار سے مختلف قسم کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے غریب اور نادار لوگ زیادہ متاثر ہوتے جارہے ہیں لیکن اس کے باجود یہی غریب طبقہ بچوں کی کم عمری میں ہی شادی کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ ان کے مسائل میں روز بروز اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے یہ طبقہ اپنی اولاد کو کم حقہ تعلیم سے روشناس نہیں کرا سکتے جس کی وجہ سے ایسے بچے جو کم عمری میں والدین بن جاتے ہیں ان کے لئے گھروں کو سنبھالنا اور مشکل ہو جاتا ہے۔ تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے کم سن اپنے بچوں کی اس طرح تربیت نہیں کر پاتی جس طرح سے معاشرے اور وقت کی ضرورت ہے۔

پاکستان میں دیگر ممالک کی بہ نسبت بچوں کی اموات میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ دیگر وجوہات کے ساتھ ایک بنیادی وجہ کم عمری میں شادی کرنا بھی ہے۔ پاکستان کے دیہی علاقوں میں عموما 14 سے 16 سال کی عمر میں بچوں کی شادیاں کرادی جاتی ہیں۔ حالانکہ کم عمری میں بچے ایک طرف سے اپنی بچپنا کھو دیتے ہیں تو دوسری طرف تعلیم جیسی نعمت سے بھی وہ محروم ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ دور حاضر میں کم عمری میں شادی بچیوں کی صحت پر بری طرح سے اثرانداز ہو رہی ہیں۔ کم عمری میں شادی کرنے والی لڑکیوں کو اکثر گھریلو تشدد اور جبریت کا بھی سامنا

کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان کے بعض علاقوں میں کم عمری میں شادی رسم ورواج کی بناء پر بھی کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں اس حوالے سے موجود قانون کے ہوتے ہوئے بھی لوگ 14 سے 16 سال کی عمر میں بچیوں کی شادیاں کر دیتے ہیں۔ کیونکہ پاکستانی قانون کے مطابق شادی کے وقت بچی کی عمر16 اور لڑکے کی عمر کا18 ہونا لازمی ہے۔ بعض علاقوں میں ایسا بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کو پاکستانی قانون کا علم نہ ہو تو ایسے میں عوام کے اندر مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعے سے آگاہی پھیلانے کی ضرورت ہے مزید یہ کم عمری میں شادی کے نقصانات کے حوالے سے بھی عوامی آگاہی کی ضرورت ہے۔

خلاصۃ البحث

دین اسلام نے انسان کی عزت وناموس کی حفاظت اور اس کی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نکاح کو مشروع قرار دے ایک جائز طریقہ مقرر کیا ہے مزید یہ کہ اگر کوئی نکاح کی تمام لوازمات اور حدود و قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی بسر کرے گا تو یہ بھی ایک عبادت ہے بالفاظ دیگر نکاح کو عبادت بھی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اپنی نفسانی خوہشات کو اپنی مرضی کے برخلاف دین اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پورا کرے گا تو اسلام کے دیگر احکامات کی طرح یہ بھی ایک حکم ہونے کی وجہ سے اس کی اتباع میں بھی ان کو پورا کا پورا اجر وثواب ملے گا۔ اس رسالے کی تکمیل کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

1: دین اسلام میں نکاح نہ صرف تکمیل خواہشات کا نام ہے بلکہ عین عبادت بھی ہے۔ بلکہ بعض روایات سے نصف دین کی تکمیل کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

2: دین اسلام میں لڑکے اور لڑکی کی بلوغت کی عمر کے حوالے سے تعیین تو نہیں کی گئی ہے لیکن بعض روایات اور اسی طرح تجربات اور مشاہدات کی بناء پر اہل علم حضرات نے لڑکے کے لئے کم سے کم 12 سال اور لڑکی کے لئے 9سال مقرر کی ہے۔

3: دین اسلام کی طرح دنیا کی تمام مذاہب اور فرقوں میں مقررہ رسومات کے بغیر کسی مرد اور عورت کا نفسانی تعلقات قائم کرنا جرم تصور کیا گیا ہے۔

4: روایات اور صحابہ کرام کے طرز عمل سے کم سنی اور نابالغی میں نکاح منعقد ہونا ثابت ہوتا ہے۔

5: ضرورت اور مصلحت کی وجہ سے بعض لڑکیوں کا کم سنی میں شادی کا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ اس قسم کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

6: دین اسلام میں کم سنی میں شادی کرنا جائز تو ہے لیکن اس کم سنی میں شادی کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ترغیب دلائی گئی ہے۔

7: دین اسلام میں شادی کی عمر کے حوالے سے بہتر اور مستحسن یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی جسمانی لحاظ سے بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ عقلی اعتبار سے بھی بالغ ہونی چاہئیں۔

8: دور حاضر میں حالات وسماج کی مزاج کو دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کم سنی میں شادی بیاہ سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے

9: مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعے سے کم سنی میں شادی کے جسمانی اور معاشی نقصانات کے حوالے سے عوامی سطح پر آگاہی اشد ضروری ہے تاکہ والدین بعد کی پریشانیوں اور مصائب سے اپنی اولاد کو محفوظ رکھ سکیں۔

10: شادی کے حوالے سے پاکستان میں موجودہ قانون کی تشہیر لازمی ہے تاکہ کم عمر لڑکے اور لڑکیاں اپنے آپ کو شادی کے بعد سامنے آنے والے نقصانات سے بچا سکے۔

حوالہ جات

[1] ملا علی القاری، مشکاۃ المصابیح، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ج2، ص930

[2] سورہ رعد، آیت، 38

[3] مرقاۃ المفاتیح، ملا علی قاری، ج3، ص417

[4] احکام القرآن، امام جصاص، ج،2، ص، 55۔ مزید دیکھئے، سیرتِ عائشہ معہ ضمیمہ ''تحقیقِ عمرِ عائشہ'' سید سلیمان ندوی، ص301

[5] الفقہ الاسلامی و ادلتہ، ج7، ص180

[6] صحیح بخاری، امام بخاری، رقم الحدیث، 3894

[7] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ابن حجر، ج4، ص356

[8] سنن ابی داود، امام ابو داود، ج2، ص246

[9] احکام القرآن، امام جصاص، ج2، ص87

[10] الہدایہ، ج3، ص33

[11] درمختار مع الشامی، ج9، ص225

[12] سورہ النور، آیت، 32

[13] سنن ترمذی، امام ترمذی، کتاب النکاح، رقم الحدیث، 1109

[14] مشکاۃ المصابیح، باب الولی فی النکاح استئذان المراۃ۔ رقم الحدیث، 3138۔ شعب الإیمان، باب في حقوق الأولاد والأہلین، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ج6، ص401

[15] صحیح بخاری، رقم الحدیث، 5066، صحیح مسلم، رقم الحدیث، 1400

[16] فتح الباری، ابن حجر، ج5، ص203

[17] سنن بیہقی، امام بیہقی، باب الحیض، ج1، ص476

[18] صحیح بخاری، کتاب الشہادات، ج1، ص466

[19] البحر الرائق، علامہ ابن نجیم، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ج3، ص241

[20] المغنی، ابن قدامۃ الحنبلی، کتاب النکاح